حکمت متعالیہ میں تجسم اعمال کے عقلی دلائل

اور علامہ محمد باقر مجلسیؒ کے اشکالات کا تنقیدی جائزہ

The Rational Arguments for the Embodiment of Actions in Transcendent Philosophy and Allama Muhammad Baqir Majlisi's Critique Review

Open Access Journal
Qtly. Noor-e-Marfat
eISSN: 2710-3463
pISSN: 2221-1659
www.nooremarfat.com
Note: All Copy Rights are Preserved.

Muhammad Hussain
PH.D. Research Scholar, Theology & Philosophy, Jamia Aal-ul-Baiyat, Almustafa International University Qom, Iran.
E-mail: Hussainbaltistani50@gmail.com

Abstract:

The fact that actions performed in this world will be present and embodied to the doer in the Hereafter is, in fact, an issue that has been pointed out in several verses of the Holy Quran. For example, in Surah Al-Kahf, verse 45, it is stated: "Whatever they did (in this world), they will find it present before them." This verse is interpreted in the sense that a person will find his actions present before him in the Hereafter. That is, his own actions will be embodied before him. This presence of the actions before the doer is called "the embodiment of actions."

An important question regarding the embodiment of actions is whether it is possible for actions performed in this world to be embodied in the Hereafter? If yes, how? Is this a matter of mere submission and belief or it can also be proven through rational and philosophical evidence? These are the basic questions discussed in this paper. This article sheds light on the answer to these questions in the light of Sadruddin Shirazi

- Mulla Sadra – findings in his transcendent philosophy. The article also examines the objections of the famous theologian, Allama Hilli, on Mulla Sadra's approach.

According to the author, Mulla Sadra is the first Muslim philosopher who has been successful in providing rational foundations for the theory of the embodiment of actions. Mulla Sadra's theory of the embodiment of actions is, in fact, based on the philosophical principles of the originality of existence, the abstraction of the power of thought, atomic motion, the unity of the knower and known, and the efficacy of the soul.

According to Mulla Sadra, the body is, in fact, a degraded state of the soul and its manifestation. Therefore, the body is not something separate, alien, or permanent from the soul, but rather it is the cause of the occurrence and existence of actions. And whatever action a person performs, he performs it through the imagination and thought of his soul. In fact, the soul is not separated from the body in any world or origin, but the forms of the body that is affected by it keep changing.

The soul is not separated from the elemental body in this world, the ideal body in the *Barzakh*, and the afterlife in the Hereafter. As soon as the soul is separated from the elemental body, the *Barzakh* or ideal body becomes available to it in the world of *Barzakh*, and in the Hereafter it is joined to another body, which is called the afterlife body.

Therefore, the matter of reward and punishment in the world of *Barzakh* and the Hereafter, and the embodiment of the actions performed in this world for the agent, is related to the Barzakh and afterlife bodies of the agent, in which he does not need worldly matter.

After examining Mulla Sadra's philosophical arguments in support of the theory of the incarnation of actions, the author of the article has examined the strong criticism of his theory

by Allama Muhammad Baqir Majlisi. In fact, Allama Hilli's position is that the theory of the incarnation of actions is unacceptable because it requires the denial of the physical resurrection, which is a postulate of theology. Also, from a philosophical point of view, this theory is not acceptable because it requires the transformation of the extension into the essence, which is contrary to philosophical postulates.
The author of the article, while critically examining Allama Majlisi's objections to Mulla Sadra's theory of embodiment of actions, has concluded that the arguments presented by Allama Hilli on Mulla Sadra's theory of embodiment of actions are flawed. In the present article, a detailed light is shed on the flaws found in Allama Majlisi's objections.

Key words: Embodiment of Actions, Mulla Sadra, Allama Hilli, Hikmat-e-Mu'ta'aliya, Physical Resurrection.

خلاصہ

دنیا میں انجام دیے گئے اعمال کا آخرت میں اپنے عامل کے سامنے حاضر اور مجسم ہونا، درحقیقت، ایک ایسا مسئلہ ہے جس کی طرف قرآن کریم کی کئی آیات میں اشارہ ہوا ہے۔ نمونے کے طور پر سورہ مبارکہ الکھف کی آیت 45: میں ارشاد ہوا ہے کہ: جو کچھ انہوں نے (دنیا میں) کیا، وہ اسے اپنے سامنے موجود پائیں گے۔" اس آیت کا اس معنی میں ظہور ہے کہ انسان اپنے کیے کو آخرت میں اپنے سامنے موجود پائے گا۔ یعنی خود اُس کا عمل، اُس کے سامنے حاضر ہوگا۔ عمل کی عامل کے سامنے اِس موجودگی کو " تجسم اعمال" کا نام دیا جاتا ہے۔ تجسم اعمال کے باب میں ایک اہم سوال یہ ہے کہ آیا دنیا میں انجام دیے گئے اعمال کی عالمِ آخرت میں تجسم ممکن ہے؟ اگر ہاں، تو کیسے؟ آیا یہ معاملہ صرف ایک اعتقادی اور تقلیدی معاملہ ہے یا اسے عقلی و فلسفی دلائل کے ذریعے بھی ثابت کیا جا سکتا ہے؟
پیشِ نظر مقالے میں ان سوالات کے اُس جواب پر روشنی ڈالی گئی ہے جو صدرالدین شیرازی -ملا صدرا- نے ڈھونڈ نکالا ہے۔ مقالے میں ملا صدرا کے راہِ حل پر معروف محدث، علامہ محمد باقر مجلسی کے اشکالات کا جائزہ بھی لیا گیا ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق، ملا صدرا وہ پہلا مسلمان فلسفی ہے جو نظریہ تجسم اعمال کو عقلی بنیادیں فراہم کرنے میں کامیاب رہا ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق، ملا صدرا کا تجسم اعمال کا نظریہ، درواقع، وجود کی اصالت، قوتِ خیال

کے مجرد ہونے، حرکتِ جوہری، عاقل اور معقول کے اتحاد اور نفس کی فاعلیت کے فلسفی اصولوں پر استوار ہے۔ ملاصدرا کے مطابق، جسم، درحقیقت، نفس کا ایک تنزل یافتہ رتبہ اور اس کا ظہور ہے۔ اس بناء پر جسم، نفس سے جدا، اجنبی یا مستقل کوئی چیز نہیں ہے، بلکہ یہ اعمال کے حدوث اور وجود کا سبب ہے۔ اور انسان جو عمل بھی انجام دیتا ہے، وہ اپنے نفس کے تصور و خیال کے ذریعے انجام دیتا ہے۔

دراصل، نفس کسی بھی عالم یا نشأت میں بدن سے جدا نہیں ہوتا، مگر یہ کہ اس پر عارض ہونے والے بدن کی صورتیں بدلتی رہتی ہیں۔ نفس دنیا میں عنصری بدن، برزخ میں مثالی بدن اور آخرت میں اُخروی بدن سے الگ نہیں ہوتا۔ نفس کے عنصری بدن سے جدا ہوتے ہی عالم برزخ میں اُسے برزخی یا مثالی بدن میسر ہو جاتا ہے اور آخرت میں اُس سے ایک اور بدن سے ملحق ہوتا ہے جسے اُخروی بدن کہا جاتا ہے۔ بنابرایں، عالمِ برزخ اور آخرت میں جزاو سزا کا معاملہ اور دنیا میں انجام دیے گئے اعمال کی عامل کے سامنے موجودگی، عامل کے برزخی اور اخروی بدن کے ساتھ مربوط ہے جس میں وہ دنیاوی مادے کا محتاج نہیں ہوتا۔

تجسم اعمال کے نظریہ کے جواز میں ملاصدرا کے فلسفی دلائل کا جائزہ لینے کے بعد، مقالہ نگار نے ان کے نظریے پر علامہ محمد باقر مجلسیؒ کی سخت تنقید کا جائزہ لیا ہے۔ دراصل، علامہ مجلسی کا موقف یہ ہے کہ تجسم اعمال کا نظریہ اس لئے ناقابل قبول ہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ معاد جسمانی کا انکار کیا جائے جو کہ علم کلام کے مسلمات میں ہے۔ نیز فلسفی لحاظ سے بھی یہ نظریہ قابل قبول نہیں ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ عرض، جوہر میں تبدیل ہو جائے جو کہ فلسفی مسلمات کے برخلاف ہے۔

مقالہ نگار نے ملاصدرا کے تجسم اعمال کے نظریہ پر علامہ مجلسی کے اشکالات کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ملاصدرا کے تجسم اعمال کے نظریہ پر علامہ مجلسی کے پیش کردہ دلائل مخدوش ہیں۔ پیش نظر مقالہ میں علامہ مجلسی کے اشکالات میں پائے جانے والے سقم پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔

کلیدی کلمات: تجسم اعمال، ملاصدرا، علامہ مجلسی، حکمتِ متعالیہ، معادِ جسمانی۔

1. مقدمہ

جزائے اعمال کا مسئلہ معاد کے اہم ترین مباحث میں سے ایک ہے؛ کیونکہ حشر اور موت کے بعد کی زندگی کے اہداف میں سے ایک بنی نوع انسان کو ان کے اعمال کا بدلہ اور سزا ملنا ہے جو انہوں نے دنیا میں انجام دیے۔ وہ مباحث جن کو واضح کرنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ دنیاوی اعمال اور اخروی جزاو سزا کے درمیان کیا تعلق ہے؛ اور یہ

بیان کرنا کہ کیا یہ تعلق محض اعتباری اور وضعی ہے جو اللہ کے حکم اور عدل پر مبنی ہے، جو پہلے سے تیار کیا گیا ہے، یا یہ کہ عمل اور جزا کے درمیان ایک تکوینی تعلق ہے، آخرت میں جزا خود عمل کا مجسم روپ ہے؟

"تجسم اعمال" ان مباحث میں سے ایک ہے جس نے علم کلام میں سب سے زیادہ بحث وجدل کو جنم دیا، کیونکہ اس کے مطالب گہرے اور پیچیدہ ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ تجسم اعمال کی بحث، معاد کی شناخت کے اہم ترین مسائل میں سے ایک ہے تو بے جانہ ہو گا۔ فلسفی، کلامی، اخلاقی اور عرفانی کسی نہ کسی عنوان سے اس مسئلے پر بحث ہوئی ہے، یہاں تک کہ بہت سے علماء نے اسے ثابت کرنے کے لیے استدلال سے کام لیا ہے اور اس کا شدت کے ساتھ دفاع کیا ہے، جبکہ دوسروں بعض علماء نے اسے بعید از عقل سمجھ کر رد کر دیا ہے۔

بہر حال، اس موضوع کے بارے میں بہت سے سوالات اٹھائے گئے ہیں، اور ان کے جوابات سے اس موضوع اور عظیم قرآنی معارف کو سمجھنے میں ہماری مدد ہو گی؛ جیسے: تجسم اعمال کیا ہے؟ اور اعمال، افکار، عقائد اور انسان کی باطنی صفات کا ظہور کیسے ہو گا جو روز آخرت کے خاص قوانین کے موافق ہوں؟ اعمالِ آخرت کی تجلی اور اس دنیا کے اعمال کے درمیان کیا تعلق ہے؟ کیا حکمت متعالیہ کی مبانی کی بناء پر اعمال کے مجسم ہونے کے مسئلے کی توجیہ کی جا سکتی ہے یا نہیں؟ ہم اس مسئلے پر حکمت متعالیہ کی مبانی سے بحث کریں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ یہاں ایک چیز کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے وہ یہ کہ اس موضوع کو کافی اور شافی، مکمل اور واضح طور پر بیان کرنا انسان کی دسترس سے باہر ہے، بلکہ اس مسئلے کے مختلف پہلو اور تفصیلات کا علم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہے کیونکہ یہ مسئلہ انسان کی نگاہوں سے اوجھل اور پوشیدہ ہے۔ یہ مقالہ اس حقیقت نزدیک ہونے کی ادنی کاوشش ہے اس میں ہونے والی غلطیوں اور خامیوں سے چشم پوشی کرتے ہوئے وہ صرف حکمت متعالیہ کے نزدیک اس مسئلے کی وضاحت کروں گا۔

2. مسئلے کا بیان

تجسم اعمال کے مسئلے کا تعلق، درحقیت، قرآن کریم کی اُس آیہ کریمہ سے ہے جس میں ارشاد ہوا ہے: وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا (18:45) یعنی: "جو کچھ انہوں نے (دنیا میں) کیا تھا سب اپنے سامنے موجود پائیں گے۔" اس آیت کی تفسیر میں بحث یہ ہے کہ عمل کے بروزِ قیامت عامل کے سامنے حاضر ہونے سے کیا مراد ہے؟ اس حوالے سے بعض محققین کا کہنا یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ: "انسان جو اعمال اس دنیا میں انجام دیتا ہے وہ عالم آخرت میں ایک ایسی صورت اور شکل میں ظاہر ہوتے ہیں جو عالمِ آخرت کے مناسب ہوتی ہے؛ یعنی ثواب اور عقاب، نعمتیں اور مجازات، خوشی اور مسرت، درد اور عذاب کی صورت میں۔ یہ سب انسان کے دنیاوی اعمال کی حقیقت کے طور پر عامل کے سامنے حاضر ہوتے ہیں اور آخرت میں اس پر منکشف اور ان سے پردے اٹھا دیے جاتے ہیں۔"[1]

انسان جو بھی عمل انجام دیتا ہے، خواہ وہ اچھا ہو یا بُرا، خوبصورت ہو یا بدصورت، اس کے ظہور کی دو کیفیت ہوتی ہیں۔ انسان جو اچھے اعمال کسب کرتا ہے جیسے روزہ، نماز، حج اور زکوٰۃ، یا جو بھی نیکی کے کام کرتا ہے، یہ سب کے سب دنیاوی اعمال ہیں اور اس نشأۃ (دنیا) کے اعتبار سے ان کا کوئی ظہور نہیں سوائے اس کے جو ہم ان کو دیکھتے ہیں، لیکن اسی وقت ان کا ایک اور ظہور نشأۃ اخروی (آخرت) میں ہوتا ہے جو اس عالم کے مناسب ہوتا ہے، اور وہ جنت اور اس کی نعمتوں، حور اور غلمان کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ معاملہ بالکل اسی طرح بُرے اعمال کے ساتھ بھی ہوگا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، تجسم اعمال انسان کے وہ اعمال ہیں جن کے دو رخ اور دو حقیقت ہوتی ہیں:

الف) مادی اور دنیوی حقیقت: یہ صورت اس عمل کی دنیوی اور ظاہری شکل ہے اور اس رخ کی خصوصیت ہے کہ یہ اس کے وجود کا مظہر ہے جو صرف عمل کے دوران ہی وجود میں آتا ہے اور اس کے مکمل ہونے کے بعد اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا۔

ب) معنوی اور اخروی حقیقت: فعل کا یہ رخ ایک مجرد، ابدی اور ثابت حقیقت ہے۔ اگر فعل اچھا ہے تو وہ نور ہے، اور اگر برا ہے تو وہ تاریک اور جہنمی شکل اختیار کرتا ہے۔ پس آخرت میں انسان کے اعمال کا اصل سرمایہ اعمال کی باطنی صورت ہے۔[2]

3. سابقہ مطالعات

جہاں تک میری معلومات ہیں، اس مسئلے پر اردو میں ابھی تک کوئی مکمل تحقیق نہیں لکھی گئی ہے۔ ہاں، فارسی اور عربی میں اس موضوع کو مجموعی طور پر زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ مجموعی طور پر، "تجسم اعمال کی عقلی مبانی" کے عنوان سے چند کتابیں تصنیف کی گئی ہیں۔ محققین نے اعمال کے مجسم ہونے کے بارے میں مفصل وضاحت نہیں کی ہے، اور اس موضوع پر کوئی جامع تصنیفات نہیں، سوائے ان کتابوں کے جن میں آیات کو محدود اور مختصر انداز میں زیرِ بحث لایا گیا ہے، اور پی ایچ ڈی کے مقالوں اور سائنسی تحقیقات کے، جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

1- ڈاکٹر جہانبخش جہانی کا قم کی جامعہ علوم و معارف سے پی ایچ ڈی کا مقالہ، بعنوان "اعمال کے تجسم کی عقلی توضیح"۔

2- سمیہ خلیلی کا اصفہان سے ماسٹرز کا مقالہ، بعنوان "تجسم اعمال، محمد باقر مجلسیؒ اور ملا صدرا کی نگاہ میں۔"

اس موضوع پر بہت کم مقالے اور مضامین پائے گئے ہیں، جس کی وجہ سے محقق کے لیے جامع مطالعہ کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ بعض جرائد میں اعمال کے تجسم کے موضوع پر مضامین شائع ہوئے ہیں، جن میں سے چند ایک کا تذکرہ کرتے ہیں:

1) حکمت متعالیہ کے نزدیک تجسم اعمال اور عقلی و نقلی توضیح، رضا کشاورز، مجلّہ جامعیہ جامعہ العلوم الاسلامیہ الرضویہ، شمارہ 12۔

2) دین اور فلسفہ کے نقطہ نظر سے تجسم اعمال، محمد علی تجری، مجلّہ: تحقیق فلسفي وکلامی شمارہ 9۔

3) تفسیر قرآن کریم بر اساس تفسیر موضوعی: عقل اور علم کے نقطہ نظر سے تجسم اعمال، مرکز تحقیقات العلوم الاسلامیہ للحاسوب۔

4) تجسم اعمال، یاسر جہان پور، مجلّہ: معرفت شبہات ـ مبلغین۔

5) دین، فلسفہ اور سائنس کے نقطہ نظر سے تجسم اعمال، سید عبد اللہ اصفہانی، مجلّہ: فصلنامہ علمی ترویجی علوم اسلامی۔

4. تجسم اِعمال کی تعریف

تجسم، فعل "تجَسَّمَ" کا مصدر ہے، جس کی اصل "جسم" ہے اور اس سے مراد بدن ہے۔ "جسم ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو کسی جگہ یا خلا میں ہو اور محسوس ہو، پس یہ انسان، حیوان، نباتات یا ان کے علاوہ غیر کو بھی شامل ہے۔"[3] تجسم اعمال سے مراد یہ ہے کہ غیر مادی موجودات جیسے عقائد، اخلاق، صفات اور افعال وآثار ایک شکل، ہیئت اور جسم اختیار کرلیں۔[4] وہ آیات اور روایات جو اس معنی پر دال ہیں وہ اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ خود اعمال یا ان کے لوازمات اور آثار ہی فیصلہ کن کردار ادا کرتے ہیں، اور صاحب عمل کے لیے اچھے یا برے نتائج کا فیصلہ کرتے ہیں جو قیامت کے دن تیزی سے ظاہر ہوں گے، جب مخلوقات کی حقیقت سے پردہ اٹھایا جائے گا، اور وہ ان نتائج تک پہنچ جائیں گے۔[5]

5. تجسم اعمال کے بارے میں اقوال

دنیاوی اعمال کا اخروی جزا و سزا کے تعلق اور ارتباط کے بارے میں علماء کے تین اقوال ہیں:

5-1) عمل اور جزا میں عدم سنخیت

اس سے مراد آخرت میں عمل اور جزا میں تناسب کا نہ ہونا ہے، دوسرے الفاظ میں انسان نے جو عمل دنیا میں انجام دیا ہے اس کے لیے ثواب یا عقاب ہو گا لیکن ان میں کوئی مناسبت نہیں ہو گی، لیکن اس دن انسان کو اپنے کیے کا بدلہ ضرور ملے گا۔[6]

5-2) جزا اور عمل کے درمیان سنخیت ہو گی

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ جزا اور عمل کے درمیان سنخیت پائی جائے گی، یعنی انسان جو بھی عمل دنیا میں انجام دیتا ہے اس کے لیے آخرت میں ایک ایسی سزا اور جزا موجود ہے جو اس عمل کے مطابقت رکھے گا اور اس سے کبھی جدا نہیں ہوتی۔[7]

5-3) عمل اور جزا کے درمیان عینیت

بعض علماء کا نظریہ ہے کہ قیامت کے دن انسان کے اعمال اور ان کو دیے جانے والے جزا کے درمیان عینیت پائی

جاتی ہے، یعنی دنیا میں انسان نے جو بھی فعل بجا لایا ہے آخرت میں وہی فعل مجسم ہو کر سامنے آئے گا۔ دوسرے لفظوں روز آخرت انسان کو ملنے والی جزا بعینہ وہی عمل ہے جسے اس نے دنیا میں اپنی مرضی سے بجا لایا تھا لیکن اس فرق کے ساتھ کہ وہ عمل قیامت کے دن کی مناسبت سے ظاہر ہو گا۔ اس نظریے کو تجسم اعمال کہا جاتا ہے۔[8]

6. تجسم اعمال کے مبانی عقلی

ملا صدرا نے تجسم اعمال کے مبدا و معاد، شواہد ربوبیہ، عرشیہ، تفسیر سورہ یسین میں سات اور اسفار اربعہ میں گیارہ، اور زاد المسافر میں بارہ اصول بیان کیے ہیں، جن میں سے چند اہم ترین اور کلیدی مبانی یہ ہیں:

1) اصالت الوجود (وجود کی اصلیت)
2) حرکت جوہری (جوہر کی حرکت)
3) تجرد قوۃ الخیال (قوتِ خیال کا مجرد ہونا)
4) اتحاد العاقل والمعقول (عقل اور معقول کا اتحاد)
5) علیت نفس

6-1) اصالت الوجود اور تجسم اعمال کے درمیان تعلق

ملا صدرا اصالت الوجود اور تجسم اعمال کے درمیان تعلق کو کئی نکات کی شکل میں بیان کرتے ہیں:

وجود ہی حقیقت ہے: وجود، ماہیت کے مقابلے میں اصیل ہے، یعنی یہ عین حقیقت ہے۔ پس وہ اعمال جو ہم اس دنیا میں انجام دیتے ہیں، محض عارضی افعال نہیں ہیں، بلکہ ایسے حقائق ہیں جو عالم وجود پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہ اعمال فاعل کی ذات میں وجودی اثرات چھوڑتے ہیں۔[9]

اعمال، وجود کے مظاہر ہیں: وہ اعمال جو ہم انجام دیتے ہیں، ہمارے وجود کے مظاہر اور تجلی ہیں۔ یہ ہماری داخلی حقیقت کا اظہار ہیں۔ پس اگر ہمارا وجود خیر سے متصف ہے، تو ہمارے اعمال اچھے ہوں گے، اور اگر ہمارا وجود شر اور فساد سے متصف ہے، تو ہمارے اعمال برے ہوں گے۔[10]

وحدت وجود: ملا صدرا وحدت الوجود پر یقین رکھتے ہیں کہ وجود ایک حقیقت واحدہ ہے جو مختلف صورتوں میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ پس جو اعمال ہم انجام دیتے ہیں وہ عالم وجود سے جدا نہیں ہیں، بلکہ اس کا ایک جدا نہ ہونے والا حصہ ہیں۔ یہ اعمال عالم وجود پر اثر انداز ہوتے ہیں اور اس سے متاثر ہوتے ہیں۔[11]

آخرت دنیا کا تسلسل ہے: ملا صدرا کا خیال ہے کہ آخرت دنیا سے الگ کوئی عالم نہیں ہے، بلکہ یہ اسی کا تسلسل ہے۔ جو اعمال ہم دنیا میں کرتے ہیں وہ وجودی اثرات چھوڑتے ہیں جو ہمارے ساتھ آخرت تک جاری رہتے ہیں۔ یہ اثرات آخرت میں محسوس اور ٹھوس شکلوں میں مجسم ہو جاتے ہیں۔[12]

6-2) حرکت جوہری (جوہر کی حرکت)

حرکت جوہری ایک فلسفیانہ اصطلاح ہے جس کا مطلب ہے کہ کسی چیز کی ذات میں مسلسل تبدیلی واقع ہونا۔ ہر چیز ہر لحہ بدل رہی ہے، اگرچہ یہ تبدیلی ہمیں محسوس نہیں ہوتی۔ ہر حرکت ایسی چیز کا محتاج ہوتی ہے جو اسے بالقوہ سے بالفعل میں لائے، اور وہ حرکت کا فاعل ہوا کرتی ہے۔ یہ خروج (قوہ سے فعل کی طرف) ہی حرکت ہے۔ حرکت اس تدریجی سفر کا نام ہے جو شئ کو قوہ سے نکال کر فعلیت کی طرف لے جاتا ہے۔ ہر جسم ایک لحاظ سے قوہ ہے اور دوسرے اعتبار سے بالفعل ہے۔ جسم ہونے کی حیثیت سے بالفعل ہے، اور حرکت کی صلاحیت ہونے کی حیثیت سے بالقوہ ہے۔

ملاصدرا حرکت جوہری کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ حیوان کا نطفہ اپنی حرکت جوہری کے سبب نباتی مرحلے تک پہنچتا ہے، پھر یہ حیوانی صورت کو قبول کرنے کا مادہ اور استعداد بن جاتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ نطفہ حرکت کا ایک مرحلہ طے کرکے حیوان بنتا ہے، نباتی کمالات کو کھوتا نہیں بلکہ اپنے اندر برقرار رکھتا ہے۔ انسانی نطفہ کا موجودہ وجود اور انسان کے مستقبل کا وجود دو الگ چیزیں نہیں ہیں، بلکہ یہ ایک متصل امر ہے جس کے مختلف مراتب ہیں۔[13]

6-2-1) حرکت جوہری اور تجسم اعمال کے درمیان تعلق

ہر موجود متحرک اپنے وجود کے مطابق کمال کی طرف بڑھتا ہے یہاں تک کہ فنا کے مرتبے تک پہنچ جائے۔[14] ملا صدرا کا خیال ہے کہ نفس جسمانی طور پر حادث اور روحانی طور پر بقا رکھتا ہے، اور ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ نفس تدریجاً نقص سے کمال اور قوہ سے فعل کی طرف بڑھتا رہتا ہے۔ حرکت جوہری کے باعث ہر چیز بدلتی اور رشد کرتی رہتی ہے اسی طرح اعمال بھی تبدیل اور ترقی کرتے ہیں اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ عمل جسے ہم نے دنیا میں انجام دیا وہ اصلی حالت میں ثابت رہتا، بلکہ یہاں بھی تبدیلی کا عمل جاری و ساری رہتا ہے۔

حرکت جوہری، وجود اور ماہیت کے درمیان مسلسل تعامل کی طرف نشاندہی کرتی ہے، ماہیت میں ہونے والی ہر تبدیلی اعمال میں ظاہر ہوتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہر فعل ایک داخلی اور وجودی لحاظ سے حرکت میں ہے۔ انسان کے اعمال حرکت جوہری کے ذریعے نشوونما پا کر متناسب شکل میں قیامت کے دن ظاہر ہوتے ہیں۔ نیک اعمال اوراچھے اخلاق جوہری حرکت کے ساتھ ترقی اور تکمیل کے مراحل طے کرتے ہوئے کمال الٰہی کے قریب تر جاتے ہیں، جبکہ بُرے اعمال اور بُرے اخلاق جوہر کے انحطاط اور تنزلی کا باعث بنتے ہیں۔ جب جوہر نیک اعمال کے ذریعے ترقی کرتا ہے، تو یہ آخرت میں نورانی اور خوبصورت صورتوں میں مجسم ہوتا ہے۔ یہ صورتیں اس کمال کا حقیقی تجسم ہیں جو جوہر نے حاصل کیا، اس کے برعکس جب جوہر بُرے اعمال کی وجہ سے تنزلی کا شکار ہوتا ہے، تو یہ آخرت میں تاریک اور بدصورت صورتوں میں مجسم ہوتا ہے۔ یہ صورتیں اس نقص کا حقیقی تجسم ہیں جو جوہر نے حاصل کیا ہے۔

3-6) تجرد قوۃالخیال (قوہ خیال کا مجرد ہونا)

ملا صدرا روح اور جسم کے درمیان کو ایک اور عالم کے ذریعے ختم کرتے ہیں جسے عالم مثال کہا جاتا ہے۔ یہ حرکت جوہری (جوہر کی حرکت) کی بنیاد پر ہے جس کے اثرات موت کے بعد بھی جاری رہتے ہیں۔ اس بنیاد پر، ملا صدرا کا خیال ہے کہ دنیا کی کئی تہیں ہیں جو ترتیب کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ یہ تہیں تین اجناس پر مشتمل ہیں، اور ہر جنس کی بہت سی تہیں ہیں جن کی تعداد صرف خدا ہی جانتا ہے۔ پہلی تہہ عالم عقل ہے، اور اس کے بہت سے درجات ہیں۔ دوسری تہہ عالم خیال منفصل ہے، جو خود مختلف درجات پر مشتمل ہے، اور اس کا سب سے اونچا درجہ عالم عقل کے سب سے نچلے درجے کے قریب ہے۔ تیسری تہہ عالم جسم ہے، اور اس کی بھی بہت سی تہیں ہیں جو افلاک کے سب سے اونچے درجے سے شروع ہو کر جسم کے سب سے نچلے درجے پر ختم ہوتی ہیں۔ عالم جسم کا سب سے اونچا درجہ عالم مثال کے سب سے نچلے درجے سے مشابہ ہے۔ یہ تینوں عوالم اسماء الٰہی کے مظہر ہیں۔

حقائق جوہریہ حسی، خیالی اور عقلی عوالم میں یکساں طور پر موجود ہوتی ہے۔ یہ صورتیں عالم خیال اور عالم عقل میں مجرد ہیں، جبکہ عالم حس میں مادی ہیں۔ اس لیے عالم خیال، عالم حس اور عالم عقل کے درمیان ایک برزخ کا نام ہے، اور ان دونوں سے استفادہ کرتا ہے۔ اس تصور کو ایک فریم ورک میں خلاصہ کیا جا سکتا ہے: مادی اور محسوس کو عالم مُلک، عالم نفس کو ملکوت، اور عالم عقل کو عقل محض بھی کہا جاتا ہے۔ علم کی بھی تین قوتیں (حس، خیال اور عقل) ان تینوں عوالم سے مطابقت رکھتی ہیں۔

ملا صدرا کے مطابق، قوہ خیال نفس کی ایک بصیرت افروز آنکھ ہے، جو اس کے لیے ایک فعال پاور کا کام کرتا ہے۔ اس طرح، یہ ایک واحد قوہ ہے جو فعال بھی ہے اور ادراک کرنے والا بھی۔ نفس کا مشاہدہ دراصل اسی قدرت کی آنکھ کا مشاہدہ ہے۔[15]

ملا صدرا خیال کو نفس کی طرح ایک لطیف جسم قرار دیتے ہیں جو فنا ہونے والا نہیں ہے۔ ان کے نزدیک، قوہ خیال ایک قائم بالذات جوہر ہے جو نہ تو بدن اور اس کے اعضاء میں سے کسی میں موجود ہے اور نہ ہی یہ عالمِ طبیعت کی کسی سمت میں واقع ہے بلکہ یہ اس عالم سے مافوق اور مجرد ہے اور دو عوالم کے درمیان ایک عالم دیگر ہے۔[16]

1-3-6) تجسمِ اعمال اور قوہ خیال کا تعلق

ملا صدرا کے نزدیک انسان دنیا میں جو بھی عمل انجام دیتا ہے، وہ عالمِ خیال میں صورتوں کی شکل میں مجسم ہو جاتے ہیں۔ یہ صورتیں اعمال کا حقیقی تجسم ہیں اور اپنے ساتھ ان کے اثرات اور نتائج بھی لے کر آتی ہیں۔ نیک اعمال خوبصورت اور دلکش صورتوں میں مجسم ہوتے ہیں، جبکہ بُرے اعمال بدصورت اور خوفناک صورتوں میں ڈھل جاتے ہیں۔[17]

عالمِ خیال ایک آئینے کی مانند ہے جو انسان کے اعمال کی عکاسی کرتا ہے۔ انسان سے سرزد ہونے والا ہر فعل عالمِ خیال میں ایک اثر چھوڑ جاتا ہے اور ایک ایسی صورت میں مجسم ہو جاتا ہے جو اس عمل کی ترجمانی کرتی ہے۔ یہ صورتیں انسان کے اعمال پر گواہ ہیں اور آخرت میں اس کے ساتھ حاضر ہوں گی۔[18]

ملا صدرا کے ہاں، قیامت عالمِ خیال کا کامل تجسم ہے۔ عالمِ خیال میں بننے والی صورتیں حقائق میں تبدیل ہو جائیں گی اور انسان آخرت میں اس کے اعمال کا مجسم روپ دیکھے گا جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: "جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا۔" (99:7،8)

6-4) اتحاد عاقل و معقول (عقل اور معقول کا اتحاد)

اتحادِ عاقل و معقول، ایک فلسفی اصطلاح ہے؛ جو کیفیت ادراک سے متعلق ہے۔ قاعدۂ "اتحادِ عقل و عاقل و معقول" ملاصدرا کی فلسفیانہ ابتکارات میں سے ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ادراک کی بحث میں، قوّہ شناخت، ادراک کرنے والا (مُدرِک) اور ادراک کی جانے والی چیز (مُدرَک)، تین الگ الگ چیزیں نہیں ہیں۔ ہر عملِ ادراک میں، ایک وجود پیدا ہوتا ہے جو اسی وقت ادراک کے ظرف میں ادراک کی جانے والی چیز ہے، ادراک کرنے والے نفس کے لیے بھی ایک قسم کا وجود ہے۔ ادراک کرنے والا نفس اس وجود کو، جو اس کا اپنا فعل ہے، اپنے قوّہ فاعلۂ ادراکی کے ذریعے پیدا کرتا ہے۔ یہ قوّہ ادراکی، فعل اور تاثیر کے مرتبے میں در حقیقت، خود نفس ہے۔

6-4-1) اتحادِ عاقل و معقول کا تجسمِ اعمال سے تعلق

ملا صدرا معتقد ہے کہ نہ صرف ہر معقول اپنے عاقل کے ساتھ متحد ہوتا ہے، بلکہ ہر ادراکی صورت، خواہ وہ معقول ہو، محسوس ہو، متخیل ہو یا موہوم، اپنے مُدرِک کے ساتھ متحد ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر ادراکی صورت میں تجرد کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور ہوتا ہے، چاہے وہ ادراکی صورت حسی ہی کیوں نہ ہو۔ لہٰذا، اس صورت کا وجود اور اس کا محسوس ہونا ایک ہی چیز ہے، اور اس میں کسی قسم کی دوگانگی نہیں ہے۔[19]

ملا صدرا اسفار میں اس بات پر زور دیتے ہیں کہ برہان سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ نفسِ انسانی میں جوہری ارتقاء جاری رہتا ہے اور ذات میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں، جو احساس کی حد سے لے کر تعقل کی حد تک موجود ہیں۔ کبھی یہ حس کے ساتھ متحد ہو جاتا ہے (اور یہ نفس کی ابتدائی پیدائش کے وقت ہوتا ہے)، کبھی تخیل کی حد تک پہنچ کر خیال کے ساتھ متحد ہو جاتا ہے، اور جب یہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ معقولات اس کے سامنے حاضر ہو جاتے ہیں، تو یہ عقلِ مُفارِق بن جاتا ہے اور مادّی اجسام سے دور ہو جاتا ہے۔[20]

چونکہ انسان کے خیالات، عقائد، اعمال اور نیات کے بارے میں انسان کی آگاہی، نفس کے مختلف مراتب کو ظاہر کرتے ہیں، اس لیے قیامت کے دن نفس کی موجودگی ہی کافی ہے، کیونکہ نفس ہی عاقل، معقول، اور تجسم عمل و

عامل ہے۔ حقیقت میں، نفس کا موجود ہونا اس کے اعمال کا موجود ہونا ہے، جس کا ظہور جنت یا جہنم، اس کی نعمتوں اور عذاب کی صورت میں ہو گا۔

6-5) فاعلیت نفس

ملا صدرا فاعلیت نفس کے بارے میں کہتا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے انسانی نفس کو اس طرح پیدا کیا ہے کہ وہ حواس سے او جھل چیزوں کی صورتوں کو بغیر مادے کے پیدا کر سکتا ہے۔[21] ملا صدرا کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے پاک ہے کہ اس کا کوئی مثل اور شبیہ ہو؛ لیکن اس کی مثال ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے نفس کو اپنی ذات، صفات اور افعال کی مثال بنایا ہے اور اپنی معرفت کا ذریعہ بنایا ہے۔ اسی لیے نفس اپنی دنیا میں جو چاہتا ہے اور جو صورتیں چاہتا ہے خلق کرتا ہے، لیکن ان صورتوں پر دنیوی زندگی میں کوئی خارجی اثر مرتب نہیں ہوتا کیونکہ اس کا وجود کمزور ہے۔ اصحاب کرامات جن کا عالم قدسی سے رابطہ مضبوط ہوتا ہے، وہ ایسی صورتیں پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں جن پر بیرونی اور عینی اثرات مرتب ہوتے ہیں یعنی وہ محض خیالی باتیں نہیں کرتے بلکہ عملاً اشیاء تصرفات کر سکتے ہیں۔ آخرت میں عام لوگوں کو ایسی ہی قدرت حاصل ہو گی، خواہ وہ نیک ہوں یا بد، ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جو اس نے دنیا میں انجام دیے ہیں، صورتیں خلق کر سکتے ہیں اور یہ صورتیں ان کے اخلاق اور ملکات کے مطابق ہوں گی جو اس نے دنیا میں حاصل کیے ہیں۔[22]

صدر المتالہین نے زاد المسافر میں نویں اصل کے ضمن میں یوں ذکر کیا: "(قوہ تخیل۔ جو کہ حس کا خزانہ ہے مستحکم تر ہو گیا ہے، اور اس کی کمزوری اور نقص ختم ہو چکا ہے، اور اس سے پردے ہٹ گئے ہیں، اور وہ اپنے قوہ تخیل اور دیگر قوتوں کے ساتھ جمع ہو چکا ہے، اور وہ تخیل کی آنکھ سے دیکھتا ہے جو حواس کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ اس کی قدرت، علم اور خواہش یکجا ہو چکی ہیں۔ اس لیے، اپنی خواہشات کا ادراک کرنا ہی ان پر کا تسلط اور انہیں اپنی طرف بلانے پر قدرت رکھنے کی دلیل ہے، بلکہ جنت میں نفس کی آرزو اور تمناؤں کے سوا کچھ نہیں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يُطَافُ عَلَيْهِم بِصِحَافٍ مِّن ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (71:43) ترجمہ: "ان پر سونے کی پلیٹوں اور گلاسوں کا دور چلایا جائے گا اور وہاں وہ سب چیزیں (موجود) ہوں گی جن کو دل چاہیں گے اور (جن سے) آنکھیں راحت پائیں گی اور تم وہاں ہمیشہ رہو گے۔"[23]

اور اس میں وہ سب کچھ ہے جو نفس چاہتے ہیں اور آنکھوں کو لذت دیتا ہے۔ نفس اپنے قوہ خیال سے تخلیق اور مادے کے بغیر متنوع مقداری صورتیں پیدا کر سکتا ہے۔ انسان جو کچھ بھی تصور کرتا ہے اور کسی بھی ادراک سے درک کرتا ہے، خواہ عقلی ہو یا حسی، اس دنیا میں ہو یا آخرت میں، وہ اس کی ذات سے الگ چیزیں نہیں ہوتی ہیں، اس سے ممتاز نہیں ہیں، بلکہ اس کا ادراک کرنے والا صرف اس کی ذات میں موجود ہے، اس کے علاوہ کسی

اور میں نہیں۔ تصورات، اخلاق اور نفسانی ملکات ایسی چیزیں ہیں جن کے خارج میں اثرات مرتب ہوتے ہیں جیسے دنیا میں شرم کے سبب چہرہ سرخ، خوف کی وجہ سے زرد، جماع کے تصور سے آلہ تناسل کا پھول جاتا ہے اور بعض اوقات نیند کی حالت میں منی کا خارج ہو جاتی ہے اسی طرح کبھی توہّم کی وجہ سے شدید بیماری لاحق ہو جاتی ہے اور بغیر کسی بیرونی سبب کے جسم میں فاسد اور خراب مادے جمع ہو جاتے ہیں۔[24] ان مثالوں کے ذریعے ملا صدرا یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ جس طرح دنیا میں ہم مادی ماحول میں بھی ایسے نفس کے تصرفات دیکھ سکتے ہیں تو آخرت میں نفس اپنے قدرت اور طاقت کے جوبن پر ہوتا ہے اس لیے نفس قیامت کے روز اثرات چھوڑ سکتا ہے؛ یعنی تصرفات کر سکتا ہے۔

6-5-1) فاعلیت نفس اور تجسم اعمال میں تعلق

نفس کی فاعلیت اس بات کا سبب بنتی ہے کہ انسان آخرت میں اپنے اعمال اور کردار کے مطابق صورتیں تخلیق کرئے۔ اگ انسان برا ہے اور دنیا میں اس نے بدی کے سوا کچھ نہیں کیا ہے تو بھی نفس انہی اعمال کے مطابق مجسم صورتیں برئے گا۔ اگر نیک اور مؤمن انسان ہو جس نے دنیا میں کار خیر اور اعمال حسنہ بجالایا ہے تو بھی نفس اپنی مرضی اور ارادے سے انہی اعمال کو آخرت میں مجسم کرے گا۔ اعمال کا مجسم شکل میں ظاہر ہونا ایک معلول ہے، یعنی یہ ان اعمال کا نتیجہ ہے جو انسان نے دنیا میں انجام دیئے۔ آخرت میں اعمال جس صورت میں بھی ظاہر ہوں گے، وہ دراصل دنیا میں کیے گئے اعمال کا ہی نتیجہ ہوں گے لیکن ان صورتوں کو تخلیق کرنے پر قادر ہوں گے خواہ وہ برے انسان ہوں یا نیک۔

7. نظریہ تجسم اعمال پر علامہ مجلسیؒ کا اشکال اور اس کا جواب

علامہ مجلسیؒ کو ان علماء میں شمار کیا جاتا ہے جنہوں نے نظریہ تجسم اعمال سے نہ صرف انکار کیا بلکہ اس کے قائلین کو دین سے خارج قرار دیا ہے۔ انہوں نے ان آیات اور روایات کی توجیہ اور تاویل کرنے کی کوشش کی جو تجسمِ اعمال کی تائید کرتی ہیں۔ مجلسیؒ کا خیال ہے کہ ہم تمام آیات اور روایات کو کامل انداز میں سمجھ نہیں سکتے، اسی لیے انہوں نے ان لوگوں شدید تنقید کا نشانہ بنایا جنہوں نے آیات وروایات کی فلسفیانہ تفسیر کے ذریعے تجسم اعمال کو ثابت کرنے کے لیے اجتہاد کیا۔[25] ہم ان دلائل کو بیان کرتے ہیں جن کی بنیاد پر علامہ مجلسیؒ نے تجسم اعمال کے نظریے کو رد کر دیا اور اس پر دلالت کرنے والے نقلی کی تفسیر کی۔

7-1) تجسمِ اعمال کا نظریہ، معادِ جسمانی سے متصادم ہے

علامہ مجلسیؒ کے نزدیک تجسمِ اعمال کا نظریہ معادِ جسمانی سے متصادم ہے، اور یہ نظریہ معادِ روحانی کے ساتھ سازگار ہے جس اکثر علماء قائل نہیں۔ علامہ مجلسیؒ نظریہ تجسم اعمال پر اشکال کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "...بعض لوگ تجسمِ

اعمال پر یقین رکھتے ہیں جبکہ یہ بات عقل سے کوسوں دور ہونے ساتھ ساتھ حقائق و واقعیت میں انقلاب لازم آتا ہے جو کہ سوفسطائی نظریہ ہے۔ اگر ہم بہت زیادہ تسامح سے کام لیں تو نظریہ تجسم اعمال کے مطابق اللہ تعالیٰ ان اقوال، افعال اور اخلاق کے مطابق جواہر میں سے کچھ خوبصورت اور بدصورت صورتیں پیدا کرتا ہے۔ اس کا لازمہ یہ ہے کہ ہم معاد کو عالمِ خیال، امثال اور مثالی اجسام میں مانیں..."[26] علامہ مجلسی یہ فرمانا چاہ رہے ہیں اعمال کا مجسم ہونے کا نظریہ قبول کرنے کا مطلب یہ ہے کہ معاد جسمانی کا مسلمہ نظریے سے دستبردار ہوں۔

7-1-1) جواب

تجسمِ اعمال کا نظریہ معادِ جسمانی کے اس نظریے سے گہرا تعلق رکھتا ہے جسے ملا صدرا اور ان کے پیروکار جیسے علامہ طباطبائی وغیرہ نے پیش کیا ہے۔ کیونکہ ان کے نظریے کے مطابق معادِ جسمانی کا مطلب یہ ہے کہ نفس انسانی میں اچھے یا برے ملکات ہوتے ہیں جنہیں اس نے اپنی زندگی میں حاصل کیے ہوتے ہیں اور آخرت میں جسم اس کے مطابق پیدا کیا جاتا ہے۔ اگر خصائص اور صفات اچھی ہوں تو وہ ایک خوبصورت شکل ہو گی۔ اور اگر صفات بری ہوں تو وہ ایک بدصورت اور ناگوار شکل ہو گی۔ ملا صدرا کی نظر میں انسان کے افکار و عقائد کے مجسم ہونے کے باوجود معاد، جسمانی یا حشرِ جسمانی ہی ہو گا۔ ہم معادِ جسمانی کے بارے میں ملا صدرا کے کلام کا ایک حصہ پیش کرتے ہیں: "...بے شک معاد کی بحث میں حق یہ ہے کہ بدن بعینہٖ لوٹایا جائے گا جیسے نفس بعینہٖ لوٹایا جائے گا، جیسا کہ شریعت بغیر کسی تاویل کے اس پر دلالت کرتی ہے، اور عقل سلیم بغیر کسی تعطیل کے اس کا حکم کرتی ہے۔"[27]

باالفاظ دیگر، علامہ مجلسیؒ کا یہ کہنا کہ اعمال مجسم ہونے کے نظریے سے اشیاء کی حقیقت میں بغیر علت انقلاب اور تبدیلی لازم آئیگی درست نہیں ہے کیونکہ اعمال کا مجسم ہونے کا مطلب ہے کہ اعمال کی حقیقت ہی وہ ہے جسے ہم دنیا میں حجابات کی وجہ سے دیکھ نہیں سکتے لیکن قیامت کے دن پردے ہٹ جائیں گے تو حقیقت دیکھ لیں گے، جیسا کہ آیت کریمہ اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے: لَقَدْ كُنتَ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا فَكَشَفْنَا عَنكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ (50:22) ترجمہ: "یقیناً تم اس سے غفلت میں تھے، پھر ہم نے تم پر سے پردہ ہٹا دیا، تو آج تمہاری نگاہ بہت تیز ہے۔"

7-2) نظریہ تجسم سے عرض کا جوہر میں تبدیل ہونا لازم آتا ہے

علامہ مجلسیؒ کے اشکالات میں سے اہم یہ ہے کہ عقیدے کو قبول کرنے کی صورت میں میں عرض کا جوہر میں تبدیل لازم آتا ہے جو کہ تمام فلاسفہ کے نزدیک باطل ہے، جب یہ باطل ہو تو نظریہ تجسم اعمال خود بہ خود باطل ہو جائے گا۔ علامہ مجلسی فرماتے ہیں: "میں کہتا ہوں کہ یہ کہنا کہ جوہر کا عرض میں اور عرض کا جوہر میں تبدیل ہونا اس دنیا میں محال ہے تو آخرت میں اس کے امکان کا قول سوفسطائیت کے قریب ہے، کیونکہ آخرت بھی دنیا کی

طرح ہے سوائے اس کے کہ موت اور احیا ان کے درمیان واقع ہے۔ اس سے یہ سبب نہیں بنتا کہ قیامت کے دن عرض تبدیل ہو کر جوہر بن جائے اور جوہر تبدیل ہو کر عرض بن جائے۔ اور نیند اور بیداری کی حالت پر قیاس کرنا تو اور بھی زیادہ سوفسطائیت ہے..."[28]

1-2-7) جواب

علامہ مجلسیؒ کی طرف سے اٹھائے گئے اس شبہے کا جواب دیا جا سکتا ہے:

بے شک اعمال کے تکرار اور اس پر مداومت سے نفس میں ایسے ملکات وجود میں آتے ہیں جو نفس میں قائم جوہر ہیں۔ اعضاء و جوارح سے سرود ہونے والے اعمال اعراض ہیں جبکہ ان کے آثار جوہر ہیں۔[29] وہ ملکات جو اعمال کی انجام دہی کی وجہ حاصل ہونے ہیں نفس میں مستقر رہتے ہیں اور نفس میں قائم حقائق ہیں، نہ کہ اعراض۔ اگر آپ اس طرح کہنا چاہیں تو کہیں: یہ ملکات نفس میں قائم ہیں کیونکہ یہ نفس کے شؤن اور اس کے مراتب میں سے ہیں، اور یہ ملکات برزخی مثالی صورتوں اور ان سے مافوق چیزوں کے لیے مواد ہیں۔ پس عمل عرض ہے، چھلکا اور ظاہر ہے جبکہ تجسم اس کا مغز اور لب لباب ہے۔[30]

ملا صدرا کا یہ کہنا ہے کہ تجسم اعمال دراصل اعمال کی ملکوتی اور باطنی صورت کا ظہور ہے۔ ان کے مطابق، عمل کی حقیقت اور اس کی روح عرض نہیں ہے، اور جو کچھ دنیا میں عرض کی شکل میں ظاہر ہے اور جسم کے اعضاء و جوارح سے جو اعمال صادر ہوتے ہیں، وہ عمل کی حقیقت نہیں ہے، بلکہ عمل کی حقیقت تو ملکوتی اور باطنی صورت ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو دنیا میں لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہے۔

دوسری طرف، ایک غیر عرضی شئ ایک عالم میں عرض اور دوسرے عالم میں جوہر کی صورت میں ظاہر ہو سکتی ہے۔ پس وہ حرکات و سکنات جو بدن پر عارض ہیں اور یہ انسان کے اعمال کے ظاہر بناتے ہیں، اور عمل کی حقیقت کا ظہور ہیں۔ یہ اصل اور حقیقت تمام عوالم میں محفوظ ہے، اور یہ عوالم اور مقامات کے اختلاف سے تبدیل نہیں ہوتی، بلکہ صرف صورتیں تبدیل ہوتی ہیں اور عمل کی اصل اپنی حالت پر باقی رہتی ہے۔[31]

اس بنا پر، اعمال جوہر میں تبدیل نہیں ہوتے تاکہ عرض کے جوہر میں تبدیل ہونے کے محذور لازم آئے، بلکہ عمل کی اصل تو جوہر ہے جو باقی رہتا ہے اور تبدیل نہیں ہوتا، سوائے صورتوں کے۔

جو شخص تجسم اعمال کا اس طرح سے معتقد ہو کہ عمل ملکوتی اور باطنی صورت کا ظہور ہے، یا وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ تجسم اعمال کا معنی نفس میں راسخ ملکہ کا نام ہے، اس طرح کے اشکال آسانی سے جواب دیا جا سکتا ہے۔

8. نتائج

1. آیات اور روایات میں تدقیق اور اکثر مفسرین کی تفسیر کے بعد، یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تجسم اعمال ایک

ایسی حقیقت ہے جس کا انکار ممکن نہیں ہے۔

2. امور الٰہی، حکمت اور عدل پر قائم ہیں، پس اگر ہم عقلی استدلال سے اعتقادات کو واضح کرنے میں کامیاب ہو جائیں، تو لوگوں کے ایمان اور یقین میں اضافہ ہوگا۔

3. ملا صدرا کے بیان کردہ تجسم اعمال کے عقلی بنیادیں اتنی مضبوط ہیں کہ جن کی بناء پر معاد کے بہت سارے پیچیدہ مسائل اور شبہات کا حل پیش کیا جا سکتا ہے۔

*****

References

1. Muhammad bn Hussain, Harithi Amili Baḥai, *Kishkul*, Vol. 5, (Qum, Mkktaba Haidariyya, 1427 AH), 1589; Sadar al-Din Shirazi, *al-Asafar al-Arbiat al-Aqali*, Vol. 4,(Qum, Mustafavi, 1366 SH), 258; Muhammad Baqir, Al-Majlisi, *Bihar al-Anwar*, Vol. 7, Beirot, Mẃsest Alofa 1403 AH), 228; Faiz Kashani, *Elam al-Yaqin fi Usol ul-deen*, Vol. 2,(Qum, bidaar, 1358 SH), 879.

محمد بن حسین، حارثی عاملی بہائی، *کشکول*، ج 5، (قم، مکتبہ حیدریہ، 1427 ق)، 1589؛ صدر الدین شیرازی، *الاسفار الاربعۃ العقلیہ*، ج 4،(قم، مصطفوی، 1366)، 258؛ محمد باقر، مجلسی، *بحار الانوار*، ج7، (بیروت، مؤسسۃ الوفاء 1403 ھ)، 228؛ فیض کاشانی، *علم الیقین فی اصول الدین*، ج2،(قم، بیدار، 1358)، 879۔

2. Muhammad Hassan, Qader Dan Qaramalki, *Tajasm Emal par Tehqeeq*, Kihan Andishah, Meḥr wa Aban, Vol. 2, Shumara 67, (1375 SH): 116.

محمد حسن، قدر دان قراملکی، *تجسم اعمال پر تحقیق*، کیہان اندیشہ، مہر وآبان، جلد 2، شمارہ 67، (1375ھ): 116۔

3. Hassan, Mastafvi, *Tafseer Roshan*, Vol. 2 (Tehran, Markaz Nishar al-Kitab, 1380 SH), 88.

حسن، مصطفوی، *تفسیر روشن*، ج2 (تہران، مرکز نشر الکتاب، 1380)، 88۔

4 . Abdallah, Jawadi Aamali, *Tafseer Mozoyi*, Vol. 5, (Qum, Markaz Neshar Esra, 1381 SH), 47.

عبداللہ، جوادی آملی، *تفسیر موضوعی*، ج5، (قم، مرکز نشر اسراء، 1381 ش)، 47۔

5. Syed Muhammad Hussain, Tabatabi, *Al-Mehzan fi Tafseer al-Quran*, Vol. 1, (Qum, Daftar Intasharat Islami Jamiaẗ al-Madarseen, 1417 AH), 93.

سید محمد حسین، طباطبائی، *المیزان فی تفسیر القرآن*، ج1، (قم، دفتر انتشارات اسلامی جامعۃالمدرسین، 1417 ہجری)، 93۔

6. Abu Ali al-Fadl bn Hassan, al-Tabarsi, *Majama al-Bayan fi Tafseer al-Quran*, Vol. 2, (Tehran, Intisharat Nasir Khusraw, 1372 SH), 732; Fakhr al-Din al-Razi, Al-Tafseer al-Kabeer, (Mafatih al-Ghaib), Muhammad bn Umer, Vol. 4, (Beirut, Maktab Tehqeeq Dar Ahya' al-Turath al-Arbi, 1420 AH), 16; Al-Majlisi, *Bihar al-Anwar*, Vol. 7, 228-230.

ابو علی الفضل بن حسن، الطبرسی، *مجمع البیان فی تفسیر القرآن*، ج2، (تہران، انتشارات ناصر خسرو، 1372 ش)، 732؛ فخر الدین، الرازی، *التفسیر الکبیر* (*مفاتیح الغیب*)، محمد بن عمر، ج4، (بیروت، مکتب تحقیق داراحیاء التراث العربی، 1420ھ.ق)، 16؛ مجلسی، *بحارالانوار*، ج7، 228-230۔

7. Beheshti, Ahmad, Nakhad wa Barrasi Uqab wa Kifr Dar Nazaam Qaza wa Qadar, (Nizaam Qaza wa Qadar mein Uqab aur Saza ka Tanqeedi Jaizah), Filsafah wa Kalam, Vol. 3, Shumarah 1, (1383 SH): 10-11.

بہشتی، احمد، *نقد و بررسی عقاب و کیفر در نظام قضا و قدر (نظام قضا و قدر میں عقاب اور سزا کا تنقیدی جائزہ)*، فلسفہ و کلام، جلد 3، شمارہ 1، (1383): 10-11۔

8. Sadr al-Deen, al-Shirazi, *Al-Mabda wa Al-Maead*, Ba Muqadmat wa Tashih Al-Sayed Jalaal Al-Deen Alashtiani wa Pishgftar Hassan Nasr), Tehran, Anjaman Shahanshahi Falsafah ,1354 SH), 425-426; Tabatabi, *Al-Mehzan fi Tafseer al-Quran*, 183-184 & 205-209;Hassan Zadeh, Amoli, *Etihad Eahqal Wa Maequl*, Tabahat: 2 (Qum, Bustan Kitab Qum (Intisharat Daftar Tablighat Isalami Hawzah Elmiaat), 1386 SH), 367, 370.

صدر الدین، الشیرازی، *المبدا والمعاد*، با مقدمۃ و تصحیح السید جلال الدین الآشتیانی و پیشگفتار حسین نصر، (تہران، انجمن شاہنشاہی فلسفہ، 1354)، 425-426؛ طباطبائی، *المیزان فی تفسیر القرآن*، 183-184 و 205-209؛ حسن زادہ، آملی، "*اتحاد عاقل ومعقول*"، ط 2 (قم، بوستان کتاب قم (انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی حوزہ علمیۃ)، 1386)، 367، 370۔

9. Sadr al-Din Shirazi, Muhammad bn Ibrahim, *Majmue Resael Felsefi*, Tehqeeq: Hamad Naji Esfehani, Intesharat Hikmat, (Tehran, Bostan Kitab, 1375 SH), 182.

صدر الدین شیرازی، محمد بن ابراہیم، *مجموعہ رسائل فلسفی*، تحقیق: حامد ناجی اصفہانی، انتشارات حکمت، (تہران، بوستان کتاب، 1375ھ ش)، 182۔

10. Sadr al-Mutalhayn, *Shuwahid al-Ruboobiyyah*, (Qum, Markaz al-Jamia, 1360 SH), 325.

صدر المتالہین، الشواہد الربوبیہ فی مناہج السلوکیۃ، (قم، مرکز الجامعہ، 1360ھ، ش)، 325۔

11. Sadr al-Mutalahin, *al-Hikam al-Muttaaliyyah fi al-Asfar al-Aqliyyah al-Araba*, Vol. 1, 130.

صدر المتالہین، الحکمۃ المتعالیہ فی الاسفار العقلیہ الاربعۃ، ج1، 130۔

12. Sadr al-Mutalahin, *Mufatih al-Ghayb*, (Tehran, Wazart Fareang wa Amuzesh Ahli, Enjman Islami Hikmat wa Felsefeha Iran, Moseseh Motaleat wa Tehqeekat Fareangi, 1357 SH), 629.

صدر المتالہین، مفاتیح الغیب، (تہران، وزارت فرہنگ و آموزش عالی، انجمن اسلامی حکمت و فلسفہ ایران، موسسہ مطالعات و تحقیقات فرہنگی، 1363ھ، ش)، 629۔

13. Sadr al-Mutalhayn, *Shuwahid al-Ruboobiyyah fi al-Manahaj al-Salukiyyah*, 99; Sadr al-Mutalhayn, *Mufatih al-Ghayb*, 393; Razi, *Mufatih al-Ghayb*,393; Sadr al-Mutalhayn, Tashih Ghulam Hussain ahanni, *Al-Arshia* (Tehran, Intasharat moli, 1361 SH), 242; Sadr al-Mutalhayn, Israr Al-Ayaat (Tehran, Enjman Islami Hokmat wa Felsefeh Iran, 1402 AH), 146; Sadr al-Mutalhayn, *Al-Hikmat al-Mutaealiha fi Al'Asfar al-'Arbaeat al-Aqali*, Vol. 9, 191; Sadr al-Mutalhayn, *Majmue Resael Felsefi*, 86.

صدر المتالہین، الشواہد الربوبیہ فی المناہج السلوکیہ، 99؛ صدر المتالہین، مفاتیح الغیب، 393؛ رازی، مفاتیح الغیب، 393؛ صدر المتالہین، تصحیح غلام حسین آہنی، العرشیہ، (تہران، انتشارات مولی، 1361ھ۔ش)، 242؛ صدر المتالہین، اسرار الآیات، (تہران، انجمن اسلامی حکمت و فلسفہ ایران، 1402ھ۔ق)، 146؛ صدر المتالہین، الحکمۃ المتعالیہ فی الاسفار الاربعۃ العقلیۃ، ج9، 191؛ صدر المتالہین، مجموعہ رسائل فلسفی، (تہران، انتشارات حکمت، 1375)، 86۔

14. Sadr al-Deen al-Shirazi, *Rasalah Etehad al-Aaqil wa al-Mahqol*, (Tehran, Bunyad Hikmat Islami Sadra, 1387 SH), 79-78.

صدر الدین الشیرازی، رسالہ اتحاد العاقل والمعقول، (تہران، بنیاد حکمت اسلامی صدرا، 1387)، 79-78۔

15. Al-Shirazi, *Al-Mabda wa Al-Maead*, 389.

الشیرازی، المبدا والمعاد، 389۔

16. Shirazi, *Al-Hikmat al-Mutaealiha fi Al'Asfar al-Ahqalia al-'Arbaeat*, 191.

الشیرازی، الحکمۃ المتعالیہ فی الاسفار العقلیہ الاربعۃ، 191۔

17. Al-Shirazi, *Al-Mabda wa Al-Maead*, 94-97.

الشیرازی، المبدا والمعاد، 94-97۔

18. Razi, *Mufatih al-Ghayb*, 582.

رازی، مفاتیح الغیب، 582۔

19. Sadr al-Deen al-Shirazi, *Al-Arshia*, Tashih Ghulam Hussain Ahni, (Tehran, Intisharat Muli, 1361 SH), 21.

صدر الدین، الشیرازی، *العرشیہ*، تصحیح غلام حسین آہنی، (تہران، انتشارات مولی، 1361)، 21۔

20. Shirazi, *Al'Asfar -'Arbaeat*, Vol 8, 245.

الشیرازی، *الاسفار الاربعہ*، ج8، 245۔

21. Sadr al-Mutalhayn, *Shuwahid al-Ruboobiyyah fi al-Manahaj al-Salukiyyah*, 261.

صدر المتالہین، *الشواہد الربوبیہ فی المناہج السلوکیہ*، 261۔

22. Al-Shirazi, *Al-Mabda wa Al-Maead*, 392.

الشیرازی، *المبدا والمعاد*، 392۔

23. Sadr al-Deen, Shirazi, *Risalaha Zad al-Musafir*, Tehqeeq: Sayed Jalaal al-Deen Ashtiani, (Qum, Daftar Tablighat Islami, Hozah Elmia Qum, Bostan Kitab, 1381 SH), 21.

صدر الدین شیرازی، *رسالہ زاد المسافر*، تحقیق: سید جلال الدین آشتیانی، (قم، دفتر تبلیغات اسلامی، حوزہ علمیہ قم، بوستان کتاب، 1381)، 21۔

24. al-Shirazi, *Al-Arshia*, 248.

الشیرازی، *العرشیہ*، 248۔

25. Hassan Tarimi, Allama Majlesi, Vol. 1, (Tehran, Tarah No, 1375 SH), 189.

حسن طارمی، *علامہ مجلسی*، ج1، (تہران، طرح نو، 1375ھ۔ش)، 189۔

26. Muhammad Baqir, Majlisi, Haq al-Yakeen Dar Etegadat wa Mahraf Islami, Vol. 2, (Qum, Sarvar, 1393 SH), 429.

محمد باقر، مجلسی، *حق الیقین در اعتقادات و معارف اسلامی*، ج2، (قم، سرور، 1393)، 429۔

27. Sadr al-Mutalhayn, *Al'Asfar -'Arbaeat*, Vol 9, 207.

صدر المتالہین، *الاسفار الاربعہ*، ج9، 207۔

28. Al-Majlisi, *Bihar al-Anwar*, 229-230.

مجلسی، *بحار الانوار*، ج7، 229-230۔

29. Hassan Zadeh Amoli, Daros Etehad Aaqil bah Maqol, (Tehran, Hikmat, 1362 SH), 134.

حسن زادہ آملی، *دروس اتحاد عاقل بہ معقول*، (تہران، حکمت، 1362ش)، 134۔

30. Sadr al-Mutalhayn, *Al'Asfar -'Arbaeat*, Vol 2, 174.

صدر المتالہین، *الاسفار الاربعہ*، ج2، 174۔

31. Ali Tajari, *Tajasm Aamaal min Minazar-u Aldin wa Philosopha*, Malala Kalami, No. 11 & 12, (1381 SH): 209.

علی تجری، تجسم اعمال من منظر الدین والفلسفہ، مجلّہ پژوہشہای فلسفی-کلامی، 11و 12، (1381ش): 209۔